OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Print): 2710-2475
ISSN (online): 2710-3692
www.alsharqir.com

Al-SHARQ
Vol.: 01, Issue: 01, Jan-June 2020, PP: 38 - 51

دعوت النساء کا شرعی جائزہ اور خواتین کے لئے منہج دعوت

Sharī'ah Review of Women's Da'wah and Methodology for Women's Preaching

Dr. Muhammad Saffi Ullah Saffi
Senior Arabic Teacher, Education Department, KPK

Muhammad Noman
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,
The University of Haripur

Abstract

It is important for women to be educated, listen to it by learning religious education, spread religious information, in it, in the Hereafter, creativity, and fear on actions and actions of God and godliness as much as necessary for a man. Since the woman is also half a part of human society, there is a direct impact on living, habitat, and other aspects of society. Instead, the role of women in society and society is more versus the character of the woman, because the human race is based on the horoscope and its foundation only. As children, childhood passes under the shadow of their parents and their feet, the value that the mother and mother of ethics and the best character will affect. On the contrary, if the mother is deceptive, indecent, or illiterate, his lap-shaped human shield will also be bad for those who will go ahead and cause social distress and moral crisis. Islamic history is incomplete without reference to women. Women have contributed in the field of D'awat-e-Islāmī side by side with men from the very beginning. Those Muslim women are models for Muslim women now and onward. It is necessary for Muslim women today to give time for the study and propagation of Islām and to organize gatherings at homes to educate those women in the basics and essentials of Islām, who cannot get knowledge otherwise.

Keywords*: Sharī'ah, women's preaching, methodology, educate*

تمہید

عورتوں کی تعلیم وتربیت ، اس کو دین اسلام واخلاق سے سنوارنا، اس کو اہم دینی معلومات بہم پہنچانا اس میں آخرت کا شوق پیدا کرنا، اعمال صالحہ پر آمادگی اور خوف الٰہی کا پیدا کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ یہ چیزیں ایک مرد کے لئے ضروری تسلیم کی جاتی ہیں۔ چونکہ خاتون بھی انسانی معاشرہ کا نصف حصہ ہے اس کے رہن سہن، عادات واطوار اور طور وطریق کا براہ راست اثر معاشرہ پر ہوتا ہے بلکہ سماج اور معاشرہ کی تشکیل و تعمیر میں عورت کا کردار بمقابلہ مرد کے زیادہ ہی ہوا کرتا ہے کیونکہ انسانی نسل

کی پہلی اینٹ اور اس کی بنیاد ہی عورت سے پڑتی ہے چونکہ بچوں، بچیوں کا لڑکپن والدین کی زیر سایہ اور ان کی گود میں گزرتا ہے ،ماں جس قدر اخلاق، عادات اور بہترین کردار کی حامل ہو گی اس کا اثر اولاد پر بھی ہو گا اس کے بالمقابل اگر ماں بداخلاق، بدکردار یا بدچلن ہو تو اس کے گود سے تیار ہونے والی انسانی کھیپ بھی انہیں بدخصلتوں کی حامل ہو گی جو آیندہ چل کر معاشرہ کے بگاڑ اور اس کے لئے اخلاق بحران کا باعث ہو گی اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ آج کل جس قدر بھی برائی، منکرات کا شیوع، دین وایمان سے دوری، غیر ضروری رسم ورواج کا چلن اور صرف دنیاداری کے لئے جو دوڑ دھوپ ہے اس میں بڑا دخل گھر کی خواتین کی بے دینی کا نتیجہ ہے اگر گھر کی عورت اچھے اعمال واخلاق کی حامل ہو گی اور اس میں دین اسلام اور آخرت کا شوق ہو گا تو اس کا اثر تمام اہل خانہ پر ہو گا اور گھر میں دینی فضاء اور ماحول ہو گا۔ رسوم ورواج کا چلن کم ہو گا۔ تھوڑی سی دنیا پر صبر وشکر کے ساتھ کام چلے گا۔ یعنی ان میں دینداری پیدا کرنا بہت ضروری ہے لیکن چونکہ اس کی طبعی اور صنفی نزاکتوں کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے کھلے عام حصول علم کی چھوٹ نہ دی جائے کہ جس طریق سے بھی چاہے علوم دینیہ حاصل کرلے اس طرح سے تو بجائے حصول نفع اور دینداری کے نقصان اور بدکاری کی راہیں کھلیں گی۔اس لئے شریعت کے تمام حدود وقیود کی پابندی اور التزام کرنا بہت ضروری ہے تاکہ عورت کے لئے دینی تعلیم کے حصول کی راہیں ہموار ہوں اور اس کی طبعی اور صنفی نزاکتوں کا لحاظ بھی پورا پورا ہو جائے اور اس کی نسوانیت پر بھی کسی طرح کی آنچ نہ آئے۔

تاریخ اسلام خواتین کی قربانیوں اور خدمات کا ذکر کئے بغیر نامکمل رہتی ہے۔اسلام کی دعوت و تبلیغ میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

جو کردار اسلام کی ابتدائی دور میں مسلم خواتین کا رہا وہ آج ساری دنیا کی خواتین کے لئے ایک واضح اور روشن سبق ہے۔اسلام کو سب سے پہلے قبول کرنے کی سعادت حاصل کرنیوالی رسول اللہ ﷺ کی راز دار، ہمسفر خدیجہؓ کی ذات گرامی ہے۔ خدیجہؓ نے نہ صرف سب سے پہلے اسلام قبول کیا بلکہ اپنی پوری زندگی جان ومال سب کچھ دین اسلام کے لئے وقف کر دیا۔ خدیجہؓ نے تین سال شعب ابی طالب میں محصور رہ کر تکالیف اور مصائب برداشت کئے اور جب تین سال کے بعد مقاطعہ ختم ہوا تو آپؓ اس قدر بیمار اور کمزور ہو گئیں کہ اسی بیماری کے عالم میں خالق حقیقی سے جاملیں[1]۔

رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں ایک ایسی خاتون بھی ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہے کہ ان سے صحابیات تو درکنار صحابہ کرامؓ نے بھی علم حدیث حاصل کیا۔وہ خوش نصیب عائشہؓ ہیں۔ عائشہؓ کو آپ ﷺ کی ازواج میں منفرد مقام حاصل ہے۔آپؓ اپنے ہم عصر صحابہ کرامؓ اور صحابیاتِ عظام میں سب سے زیادہ ذہین تھیں۔اسی ذہانت و فطانت اور وسعتِ علمی کی بنیاد پر منفرد مقام رکھتی تھیں۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا آدھا دین عائشہؓ کی وجہ سے محفوظ ہو گا۔آٹھ ہزار صحابہ کرامؓ عائشہ صدیقہؓ کے شاگرد ہیں[2]۔

خاتون جنت، سردارانِ جنت کی ماں اور دونوں عالم کے سردار کی بیٹی فاطمہ □ کی زندگی بھی بے مثال ہے۔ آپ ﷺ کی چہیتی بیٹی فاطمہ □ ایک عظیم اور ہمہ گیر کردار کی مالکہ تھیں جو ایک بیٹی کے روپ میں، ایک ماں کی شکل میں اور ایک بیوی کے کردار میں قیامت تک آنے والی خواتین کیلئے نمونۂ حیات ہیں جنھوں نے اپنے عظیم باپ ﷺ کی محبت کا حق ادا کرتے ہوئے بچپن میں سرداران قریش کے ظلم و ستم کا بڑی جرأت مندی، شجاعت، ہمت سے سامنا کیا۔ فاطمہ □ چھوٹی تھیں۔ ایک دن جب نبی اکرم ﷺ صحن کعبہ میں عبادت الٰہی میں مشغول تھے کہ ابوجہل کے اشارہ پر عقبہ بن ابی معیط نے مذبوحہ

اونٹ کی اوجھڑی کو سجدہ کے دوران آپ ﷺ کی گردن پر رکھ دیا، فاطمہ □ دوڑتی ہوئی پہنچیں اور نبی اکرم ﷺ سے اذیت وتکلیف کو دور کیا[3]۔

آپ ﷺ کی پھوپھی صفیہ □ نہایت بہادر خاتون تھیں۔آپ □ جنگ کے دوران بے خوف وخطر ہو کر زخمیوں کو میدان جنگ سے باہر لاتیں اور ان کی مرہم پٹی کرتی تھیں۔انہوں نے غزوہ خندق کے موقع پر نہایت بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جب جنگ کے دوران ایک یہودی نے مسلمان خواتین پر حملہ کیا تو آپ □ نے اس پر زوردار وار کیا جس سے وہ فوت ہوا[4]۔

ام عمارہ □ مشہور صحابیہ میں سے تھیں۔غزوہ احد میں جب کفار مکہ نے یہ افواہ پھیلادی کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ شہید ہو گئے ہیں ایسی انتہائی نازک حالت میں آپ ﷺ کا دفاع کیا اور شمشیر زنی کا ناقابل فراموش مظاہرہ کیا[5]۔

ابراہیم □ کی زوجہ محترمہ حاجرہ □ کا تذکرہ کرنا نہایت اہم ہوگا۔ابراہیم □ نے جب مکہ کی بے آب وگیاہ بنجر زمین میں حاجرہ □ کو چھوڑ دیا تو ہاجرہ □ ہی ہیں جو اللہ تعالیٰ □ اور اپنے خاوند کے حکم کی تعمیل میں اسماعیل □ کے لئے پانی کی تلاش میں دیوانہ وار صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں۔اللہ تعالیٰ □ نے ان کے اس عمل کی تقلید قیامت تک کیلئے تمام مردوں اور عورتوں پر لازم کردی[6]۔

مقالہ کا مختصر تعارف:

اس مقالے کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ آج کی خواتین ان محترم ہستیوں کی زندگی کو اپنا آئیڈیل بنائیں اور اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کریں۔خصوصاًان خواتین سے گزارش ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے فارغ ہو گئی ہیں یا جن کی ذمہ داریوں کا بوجھ کم ہو گیا ہے اُن پر لازم ہے کہ دین کی اشاعت اور دعوت و تبلیغ کے لئے وقت نکالیں، اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرکے گھروں کے اندر اجتماع کریں تاکہ ان بہنوں کو جو اسلامی تعلیم سے واقف نہیں ہیں ان کو دین کی بنیادی ضروری تعلیم حاصل ہو جائے۔

موضوع تحقیق کے بنیادی سوالات:

1. دعوت کا مفہوم کیا ہے؟
2. دعوت میں خواتین کا کردار کیا ہے؟
3. خواتین کی دعوت اور تعلیم وتربیت کے لئے حدود کیا ہیں؟

ضرورت واہمیت:

اجر وجزا میں دونوں مرد وعورت برابر کے شریک ہیں،روزِ محشر خالق کائنات کی جانب سے یہ سوال نہیں کیا جائے گا کہ تمہارا تعلق کس طبقہ اور کس صنف انسانی سے ہے بلکہ سوال اور فیصلہ ہوگا تو فقط اعمال صالحہ کی بنیاد پر۔پس اگر خواتین دعوتِ دین سے پہلو تہی کریں گی تو عند اللہ ان کا مواخذہ ہوگا۔

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر "دعوتِ دین" میں عورت کے کردار کے بارے میں فرماتے ہیں:

"تبلیغ دین بحیثیتِ مجموعی امت کا ایسا فریضہ ہے جسے ہر فردِ امت مرد اور عورت سبھی نے ادا کرنا ہے۔ تبلیغ دین کے بارے میں جتنے بھی احکام آئے اور امر ونہی کے جتنے صیغے وارد ہوئے۔ وہ عربی زبان و بلاغت کے قواعد کے حوالے سے مرد اور عورت دونوں کے لئے ہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ عورت کے لئے تبلیغ دین فرض کفایہ ہے وہ دو چیزوں کا بیک وقت انکار کرتے ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ مرد وزن کی مساوات کا انکار کرتے ہیں بلکہ جس کے داعی رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہیں اور دوسری یہ کہ تبلیغ دین کے اوامر جو قرآن و حدیث میں ہیں اُن سے عورت کو محروم کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے جو کچھ سمجھا ہے اُسکی بناء پر ذمہ داری سے یہ کہتا ہوں کہ دیگر فرائضِ دین کی طرح تبلیغِ دین اور اشاعتِ قرآن وسنت مرد اور عورت دونوں کی یکساں ذمہ داری ہے۔"[7]

اسی طرح "جلال الدین عمری" دعوتِ دین میں عورت کے کردار و عمل کی ناگزیریت کے بارے میں رقمطراز ہیں:

"خواتین کا دعوت و تبلیغ کے لئے تیار ہونا ایک اور پہلو سے بھی ضروری ہے کہ اس وقت خواتین کی اصلاح و تربیت کا کام بھی بالعموم مردوں ہی کو کرنا پڑتا ہے۔ اس میں دشواریاں اور نزاکتیں بھی ہیں۔ اسکا فطری طریقہ یہ ہے کہ مردوں کے درمیان مرد اور عورتوں کے درمیان عورتیں کام کریں۔ عورتوں کی نفسیات، مسائل، الجھنوں، خوبیوں اور خامیوں سے مردوں کے مقابلہ میں عورتیں زیادہ واقف ہیں اور اسے حل بھی کر سکتی ہیں۔ اس لئے عورتوں کے درمیان کام کے لئے عورتیں ہی موزوں ہو سکتی ہیں۔ اگر خواتین اس محاذ کو سنبھال لیں تو دعوت و تبلیغ کا مسئلہ حل ہو جائے۔ وہ بڑا مبارک وقت ہوگا جبکہ اس اُمت کے مرد اور خواتین دونوں ہی اللہ کے دین کی خدمت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔"[8]

اس وقت قرآن مجید کا یہ منشا پورا ہوگا۔

"والمؤمنون والمؤمنات بعضهم أولياء بعض يأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر"[9]

"اور اہلِ ایمان مرد اور اہلِ ایمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق و مددگار ہیں۔ وہ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں۔"

جوابدہی میں انفرادی ذمہ داری:

اسلام نے جس طرح مرد و خواتین کو نیکی و تقوی اور اجر و ثواب میں برابری کی بنیاد پر رکھا ہے۔ اسی طرح اعمال کی جوابدہی میں بھی انفرادی ذمہ داری عائد کی ہے۔ آخرت میں سرخروئی پالینے کی جدوجہد میں دونوں اپنے نیک اعمال میں اضافے کے لئے باہمی تعاون تو کر سکتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ اپنے نامہِ اعمال بدل لیں۔ یا اپنی نیکیاں یہاں سے وہاں منتقل کرکے ایک دوسرے کو بچالیں۔ اللہ رب العزت نے دونوں کے ذمہ الگ الگ فرائض و ذمہ داریاں لگائی ہیں۔

"من عمل صالحا من ذكر أو أنثى وهو مؤمن فلنحيينه حياة طيبة ولنجزينهم أجرهم بأحسن ما كانوا يعملون"[10]

"جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت جب کہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے، اور انہیں ضرور ان کا اجر (بھی) عطا فرمائیں گے ان اچھے اعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے۔"

اسی طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم اللہ نے صرف مردوں کو نہیں دیا اور نہ ہی خواتین کو اس سے مستثنیٰ کیا بلکہ فرمایا:

"ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وأولئك هم المفلحون"[11]

"اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور وہی لوگ بامراد ہیں۔"

درج بالا آیۃ مبارکہ میں دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا حکم بلا تخصیص دیا جا رہا ہے۔ یہاں یہ بیان نہیں ہے کہ امت میں سے یہ خاص گروہ کسی خاص قبیلہ یا لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو دعوت دے بلکہ حکم پورے عموم سے دیا جا رہا ہے۔ اُمت کی ذمہ داری اسی وقت ساقط ہو گی جب اُمت کے ہر فرد تک اللہ کا پیغام پہنچ جائے۔ اگر یہ فریضہ مرد سوشل میڈیا کے ذریعے سرانجام دے رہا ہے تو خواتین پر بھی یہی ذمہ داری لاگو ہوتی ہے وہ بھی سوشل میڈیا کے ذریعہ یہی فریضہ سرانجام دے۔

دعوت کا مفہوم:

دعوت لغت میں بلانا، پکارنا، مدد طلب کرنا، رغبت دلانا اور آواز دینا میں بھی مستعمل ہیں۔ جیسے راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

"کہ کسی چیز کی طرف دعوت اس کے قصد کی طرف رغبت دلانا ہے۔"[12]

صاحب مصباح اللغۃ لکھتے ہیں:

"کہ پکار کی قسم اور لوگوں کو دین کی طرف بلانے والے کو داعی کہتے ہیں۔"[13]

صاحبِ فیروز اللغات یوں رقمطراز ہے:

"کہ کسی مذہب کی طرف بلانے کے عمل کو دعوت کہتے ہیں۔"[14]

اساس البلاغہ میں لکھا گیا ہے:

"کہ دعوت، دعوت الی اللہ، نبی کی طرف بلانا اور دعوت جہاد کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔"[15]

اصطلاحی تعریف:

شیخ علی محفوظ دعوت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دعوت کے بغیر دین کا قیام، اشاعت اور ثبوت اصول دعوت کے بغیر ممکن نہیں۔"[16]

شیخ محمد الروی دعوت کا تعریف یوں نقل کرتے ہیں:

"یہ انسانی زندگی کے لئے حقوق و فرائض کا بیان اور اس کی زندگی کے لئے اصول و ضوابط ہے۔"[17]

محمد غزالی فرماتے ہیں:

"یہ تمام علوم و معارف پر محیط ایک کامل پروگرام ہے جو اپنی ہی زندگی کا مقصد جان سکیں انہیں ہدایت پر جمع کرے اور ان کے لئے راستے کی نشانیاں واضح کر دے۔"[18]

خواتین کا دور رسالت میں مردوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلنا:

دور رسالت میں خواتین کا پردہ کے حوالہ سے تمام شرعی پابندیوں اور حدود و قیود کا لحاظ کرتے ہوئے جنگوں میں شرکت اور وہاں زخمیوں کے علاج و معالجہ کے کام پر مامور ہونا اس کا بکثرت ذکر روایات میں ملتا ہے۔

غزوہ بنی مصطلق میں عائشہ □ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھیں جبکہ پردہ کی آیتیں بھی نازل ہو چکی تھیں جس کا واقعہ مشہور ہے اس واقعہ میں عائشہ □ پر بہتان تراشی اور تیمّم کے آیات کا نزول بھی ہوا تھا۔ جیسے بخاری شریف میں ہے:

"قالت عائشة: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أراد سفرا أقرع بين أزواجه، فأيهن خرج سهمها خرج بها رسول الله صلى الله عليه وسلم معه، قالت عائشة: فأقرع بيننا في غزوة غزاها فخرج فيها سهمي، فخرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم"[19]

"عائشہ □ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے۔ قرعہ جس کی بھی نکل جاتی وہ اس کے ساتھ سفر کرتی۔ عائشہ □ فرماتی ہے کہ ایک غزوہ میں قرعہ میرے حصے میں نکلی تو میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلی۔"

امام بخاری □ بنت ملحان □ کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"قال: سمعت أنسا رضي الله عنه، يقول: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابنة ملحان، فاتكأ عندها، ثم ضحك فقالت: لم تضحك يا رسول الله؟ فقال: «ناس من أمتي يركبون البحر الأخضر في سبيل الله، مثلهم مثل الملوك على الأسرة»، فقالت: يا رسول الله ادع الله أن يجعلني منهم، قال: «اللهم اجعلها منهم»، ثم عاد فضحك، فقالت له مثل - أو مم - ذلك، فقال لها مثل ذلك، فقالت: ادع الله أن يجعلني منهم، قال: «أنت من الأولين، ولست من الآخرين»، قال: قال أنس: فتزوجت عبادة بن الصامت فركبت البحر مع بنت قرظة، فلما قفلت: ركبت دابتها، فوقصت بها، فسقطت عنها، فماتت "[20]

"انس □ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بنت ملحان کے پاس تشریف لائے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے پھر آپ ﷺ کو کسی بات پر ہنسی آگئی انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسول! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں سبز سمندر پر سوری کریں گے ان کی مثال ان بادشاہوں کی سی ہوگی جو مسہریوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ میں بھی ان لوگوں میں سے ہو آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اس کو بھی ان میں شامل فرمائے۔ پھر آپ ﷺ کو دوبارہ ہنسی آگئی انہوں نے گزشتہ کی طرح سوال کیا تو آپ ﷺ نے ویسے ہی جواب فرمایا۔ انہوں نے کہا اللہ سے دعا فرمائے کہ میں بھی ان میں شامل رہوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم پہلے لوگوں میں شامل رہو گی نہ بعد کے لوگوں میں۔ انس □ فرماتے ہیں انہوں نے عبادہ بن صامت □ سے نکاح کیا پھر وہ فاختہ بنت قرظہ ساتھ سمندری سفر پر روانہ ہو گئیں واپسی میں وہ اپنے جانور پر سوار تھیں کہ اس کے بدکنے کی وجہ سے گر کر وفات پا گئیں۔"

ان روایات سے صاف طور پر عورت کے جہاد فی سبیل اللہ اور جنگوں میں محارم کے ساتھ شرکت کا ثبوت ملتا ہے جبکہ

جہاد ان کے لئے نہ فرض اور نہ واجب ہے۔ روایات میں خواتین کی جنگوں میں شرکت اور علاج و معالجہ اور زخمیوں کو پانی پلانے کا تذکرہ ملتا ہے۔ جیسے طبرانی ام سلیم کے حوالہ سے روایت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"عن أنس : عن أم سليم قالت : كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يغزو بنا معه لنسوة من الأنصار فنسقي المرضى ونداوي الجرحى"[21]

"انس ام سلیم سے روایت نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ انصار کی عورتیں غزوات میں شریک ہوتی تھیں بیماروں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی دوادارو کرتی تھیں۔"

بعض روایات میں عورتوں کا نہایت دشوار کن اور کٹھن مواقع سے کفار سے قتال کا بھی ذکر ملتا ہے۔ جیسے البدایہ والنھایہ میں ابن کثیر لکھتے ہیں:

"فلما انهزم المسلمون انحزت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقمت أباشر القتال وأذب عنه بالسيف وأرمي عن القوس حتى خلصت الجراح إلي"[22]

"ام عمارہ نے غزوہ احد کے موقع پر جب ابتدائی مرحلہ میں مسلمان شکست سے دوچار ہوگئے تھے اور دشمنان اسلام نبی کریم ﷺ کے قتل کے درپے ہوگئے تھے دیگر اصحاب نبی ﷺ کے ساتھ نبی کریم ﷺ پر کفار کی تیروں کی بوچھاڑ کو روکنے اور ان کے دفاع کرنے میں یہ بھی موجود تھیں اس دوران ان کے کاندھے پر ایک زخم بھی آیا تھا۔"

اس طرح کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ صحابیات نے دور رسالت ﷺ میں پردہ کی لحاظ کرتے ہوئے جنگوں میں شرکت کی ہے جبکہ جہاد عورتوں کے لئے فرض بھی نہیں۔

خواتین کے لئے حصول علم کی اہمیت اور دور رسالت میں اس کا منہج:

حصول علم بقدر ضرورت جس سے وہ حلال و حرام کی تمیز کرسکے بہت اہم اور ضروری ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"طلب العلم فريضة على كل مسلم"[23]

"ہر مسلمان پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔"

ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے عورت خصوصاً باندی کی تعلیم وتربیت کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:

"قال رسول الله صلى الله عليه و سلم (ثلاثة لهم أجران رجل من أهل الكتاب آمن بنبيه وآمن بمحمد صلى الله عليه و سلم والعبد المملوك إذا أدى حق الله وحق مواليه ورجل كانت عنده أمة يطؤها فأدبها فأحسن أدبها وعلمها فأحسن تعليمها ثم أعتقها فتزوجها فله أجران"[24]

"تین شخص ہیں جن کے لئے دوگنا ثواب ہے اہل کتاب کا کوئی شخص جس نے اپنے نبی پر ایمان لایا اور نبی کریم ﷺ پر بھی ایمان لے آیا۔ دوسرا آقا اور غلام جو اپنے مالک کا حق بھی پورا کرے اور اللہ تعالی کا حق بھی پورا

کرے۔ تیسرے وہ شخص جس کے پاس ایک لونڈی ہو وہ س سے صحبت کرتا ہو وہ اس کو اچھی طرح ادب سکھائے او اچھی طرح تعلیم دے پھر اس کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلے تو اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔"

ایک روایت میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"سمعت النبي صلى الله عليه و سلم يقول :من كانت له ابنة فأدبها وأحسن أدبها وعلمها وأحسن تعليمها وأوسع عليها من نعم الله التي أوسع عليه كانت له منعة وسترا من النار"[25]

"جس کے پاس ایک بیٹی ہو وہ اس کو ادب سکھائے اچھا ادب سکھائے اس کو تعلیم دے اور اچھی تعلیم دے اللہ تعالیٰ جن نعمتوں کو اس پر کشادہ کررکھی ہیں وہ بھی ان نعمتوں کو اس پر کشادہ رکھے تو وہ بیٹی اس کے لئے جہنم سے پردہ او رکاوٹ بن جائے۔"

ان روایات سے پتہ چلتا ہے کہ عورت کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنا کتنا ناگزیر ہے اور نبی کریم ﷺ نے کس قدر اس کی تاکید وتوثیق فرمائی ہے۔

دعوت میں خواتین کا کردار:

امہات المؤمنین اور صحابیات کا امت پر بہت احسان ہے کہ دین اسلام کا ایک بڑا اور اہم حصہ ہم تک انہی کے ذریعے پہنچا۔ انہوں نے کسی کی پروا کیے بغیر اپنے بھائیوں خاوندوں کو دعوت اسلام دی جیسے فاطمہ بنت خطاب کے ذریعے عمر فاروق نے اسلام قبول کیا۔[26] ام سلیم کی دعوت پر ابو طلحہ نے اسلام قبول کیا۔[27] ہند بنت اثاثہ کا شاعری کے ذریعے دعوت دینا حتی کہ بہت سے جید صحابہ خواتین کی دعوت سے متاثر ہو کر اسلام کو لبیک کہنے پر مجبور ہوئے۔ جیسے ابن عبد البر لکھتے ہیں:

"سمرہ بنت نہیک اسدیہ نے نبی کریم ﷺ کا زمانہ مبارک پایا آپ کافی عمر رسیدہ تھیں جب وہ بازار میں سے گزرتیں تو دعوت و تبلیغ کرتی تھیں ان کے پاس ایک کوڑا تھا جس سے ان لوگوں کو مارتی تھیں جو کسی برے کام میں مشغول ہوتے۔"[28]

نوع انسانی کی تربیت جو کہ ایک مشکل کام ہے وہ عورت کے ذمے ہے اس سے اس اہم فریضے کی بابت پوچھا جائے گا۔ جیسے ڈاکٹر عزیزہ انجم لکھتے ہیں:

"تہذیب انسانی کے پہلے گھر اور پہلے خاندان کی بنیاد زمین پر آدم اور حوا کو بھیج کر ڈالی گئی۔ محبت اور انسیت کے ضمیر میں شامل تھی۔ خاندان کے استحکام اور بقاء کا باعث بنی۔۔۔۔ خاندان بندوں کی باہمی محبتوں سے بنی ہے وہ دنیا ہے جو اس زمین پر خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔"[29]

اس پیراگراف کی روشنی میں ہر شر کو دور کرنے کی کاوش اور ہر خیر کو عام کرنے کی دعوت دینے کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ اور اس دائرہ کار میں مرد کی نسبتاً عورت اپنا بہتر کردار بروئے کار لاسکتی ہے۔ گھر والوں کو دعوت کی ترغیب کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"ياأيها الذين أمنوا قوا أنفسكم وأهليكم نارا وقودها الناس والحجارة"[30]

"اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔"

اس آیت میں دعوت کا اصول بتایا جارہاہے کہ شر کو دور کرنے کی کوشش یعنی دعوت کا کام گھر سے شروع کرو۔ دوسرے مقام پر انبیاء کرام کی بیویوں کی مثال دے کر فرماتے ہیں:

"ضرب الله مثلا للذين كفروا امرأة نوح وامرأة لوط كانتا تحت عبدين من عبادنا صالحين"[31]

اس آیت کی رو سے نیک بندوں کی بیویاں اپنی خیانت کی وجہ سے اہل جہنم میں سے ہوں گی کیونکہ انہوں نے اپنے خاوند کے نیک کام میں مدد کرنے کے بجائے کفر کا ساتھ دیا۔ اس طرح دوسری آیت میں نیک اور دین دار بیویوں کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وضرب الله مثلا للذين آمنوا امرأة فرعون"[32]

اور اس سے مشابہہ حدیث عبداللہ بن عمر نقل کرتے ہیں:

"ألا كلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته، فالأمير الذي على الناس راع عليهم، وهو مسئول عنهم، والرجل راع على أهل بيته، وهو مسئول عنهم، والمرأة راعية على بيت بعلها وولده، وهي مسئولة عنهم، والعبد راع على مال سيده، وهو مسئول عنه، فكلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته "[33]

"عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور اپنی رعیت کا جواب دہ ہے امیر اپنی رعیت کا جواب دہ ہے آدمی اپنے گھر والوں پر ذمہ دار ہے عورت اپنے خاوند اواس کی اولاد پر نگران ہے۔ ہر ذمہ دار سے اس کی ذمہ داری کی متعلق پوچھ گچھ ہوگی۔"

دعوت دینا بھی ایک اہم ذمہ داری ہے۔ جو لڑکیاں گھریلو ذمہ داریوں سے وقت نکال سکتا ہو تو دعوت دین میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ کیونکہ دعوت چھوڑنا موت کے مترادف ہے جیسے جلال الدین خواتین کو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"مردوں کے مقابلے خواتین عورتوں کی نفسیات، الجھنوں، خوبیوں اور خامیوں سے زیادہ واقف ہیں۔ اور اسے کسی حد تک حل بھی کر سکتی ہیں۔ اگر عورتیں اس محاذ کو سنبھال لیں تو دعوت کا مسئلہ حل ہو جائے گا جبکہ اس امت کے مرد و خواتین دونوں پر دین کی خدمت لازمی ہے۔"[34]

اسلام کے پھیلاؤ میں نہ صرف مردوں کا کام ہے بلکہ اس نیکی کے کام میں عورتوں نے بھی حصہ لیا کئی منگولی شہزادے مسلمان عورتوں سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔[35]

خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے فقہاء کرام کی قائم کردہ حدود:

خواتین کی تعلیم ضروری ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن تعلیم کا طریقۂ کار کیا ہو؟ آیا وہی طریقہ اپنایا جائے جو خواتین کی تعلیم کے لیے رائج ہے یا اسلاف کے طریقوں میں غور وخوض کرکے بہتر طریقۂ کار تلاش کیا جائے۔ اس سلسلہ میں جب ماضی کے دریچوں میں جھانک کر تعلیم نسواں پر غور کرتے ہیں تو دور نبوت ﷺ کے ایک واقعہ سے اس سلسلہ میں رہنمائی ضرور ملتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے عورتوں کی تعلیم وتربیت کے لیے ایک علیحدہ دن مقرر فرمایا تھا۔ یہاں یہ بات بھی قابل

ذکر ہے کہ جس طرح مردوں کے لیے مسجد نبوی میں صفہ کا تذکرہ ملتا ہے عورتوں کے لیے اس طرح کے کسی صفہ یا کسی خاص مقام کا تذکرہ دور نبوی ﷺ میں نظر نہیں آتا۔ خیر القرون میں خواتین اپنے محارم اور شوہروں سے علم دین حاصل کرتی تھیں، یہی وجہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد خلافت راشدہ کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی بے شمار محدثات، فقیہات، ادیبہ اور شاعرات کا ذکر تو ملتا ہے لیکن باضابطہ کسی مدرسہ نسواں کا کوئی ادنیٰ ساذکر بھی نہیں ملتا اور نہ ہی خواتین کا حصول علم کے لیے دور دراز مقام کے سفر کا کوئی تذکرہ تاریخ و سیر کی کتابوں میں دستیاب ہے جب کہ ایسا نہیں ہے کہ اس دور میں باکمال خواتین پیدا نہیں ہوئیں بلکہ ہر زمانہ اور ہر عہد میں ہر فن میں ممتاز خواتین پیدا ہوئیں جنھوں نے اپنے علم و فن سے عالم انسانیت کو حیران وششدر کر دیا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی حیرت کی بات ہے کہ دورِ نبوت ﷺ سے لے کر ہندوستان کی مغلیہ حکومت تک کسی بھی زمانہ میں خواتین کی تعلیم کے لیے باضابطہ کسی مدرسہ نسواں کا وجود تاریخ میں نہیں ملتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہ نکالا جائے کہ خواتین کی تعلیم ضروری نہیں ہے۔

عصر حاضر میں خواتین کی دعوت کی حدود و قیود:

اس سلسلہ میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کا تعلیمِ نسواں اور مدارسِ نسواں کے سلسلہ میں جو خیالات تھے اور انہوں نے جو طریقہ کار اپنایا اس کا ذکر مدارسِ نسواں کے منتظمین کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگا۔ تھانوی نے تھانہ بھون کے مدرسہ نسواں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"میں نے بھی تھانہ بھون میں ایک لڑکیوں کا مدرسہ قائم کیا ہے، لڑکیاں معلّمہ کے گھر میں جمع ہو جاتی ہیں (وہی گھر گویا لڑکیوں کا مدرسہ ہے) اور میں ان کی خدمت کر دیتا ہوں؛ لیکن میں نے یہاں تک احتیاط کر رکھی ہے کہ میں خود کسی لڑکی کو بھیجنے کی ترغیب نہیں دیتا، یہ انہی معلّمہ سے کہہ دیا ہے کہ سب تمہارا کام ہے تم جتنی لڑکیوں کو بلاؤگی تنخواہ زیادہ ملے گی، اس مدرسہ میں ماہانہ امتحان بھی ہوتا ہے، سو لڑکیاں کبھی امتحان دینے کے لیے گھر پر چلی آتی ہیں اور میری اہلِ خانہ یعنی بیویاں یا میرے خاندان کی کوئی بی بی ان کا امتحان لے لیتی ہیں اور کبھی لڑکیوں کو نہیں بلایا جاتا۔ بلکہ ممتحنہ وہیں چلی جاتی ہیں اور امتحان لے لیتی ہیں اور صرف امتحان کا نتیجہ میرے سامنے پیش ہو جاتا ہے اور باقی ان پر میرا نہ کوئی اثر اور نہ دخل۔ نمبر ممتحنہ دیتی ہیں، ان نمبروں پر انعام میں تجویز کرتا ہوں۔ الحمد للہ اس طرز پر مدرسہ برابر چلا جا رہا ہے اور ایک بات بھی کبھی خرابی کی نہیں ہوئی (الغرض) لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام یا تو اس طور پر ہو کہ لڑکیاں جمع نہ ہوں اپنے اپنے گھروں یا محلّہ کی بیبیوں سے تعلیم پائیں لیکن آج کل یہ عادتاً بہت مشکل ہے۔ یا اگر ایک جگہ جمع ہوں تو پھر یہ انتظام ہو کہ مردوں سے سابقہ نہ رکھیں اور اپنی مستورات سے نگرانی کروائیں، ان سے خود بات چیت بھی نہ کریں۔"[36]

دوسرے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ سکریٹری (ناظم) بضرورت متقی بن جائے، چاہے وہ آزاد خیال ہو۔ مگر اسے مولوی کی شکل بنانا چاہیے۔ تاکہ معلّمہ پر اس کے تقویٰ کا اثر پڑے۔[37]

مقام فکر:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کا طریقہ کار دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ تھانوی جیسا حکیم الامت، مدبر، مصلح اور اپنے وقت کے مجدد جہاں ایک طرف خواتین کی تعلیم کو ضروری سمجھتے ہیں وہیں خواتین کی تعلیم کے

سلسلہ میں حد درجہ احتیاط سے کام لیتے تھے کہ احتیاطاً کوئی ایسا گوشہ کمزور نہ ہو جس سے کسی فتنہ کے درآنے کا خدشہ ہو تھانوی □ نے اپنے عمل سے آنے والی نسل کو یہ پیغام دیا ہے کہ بہر حال کام ہونا ہے خواتین جو ہمارے معاشرہ کی نصف آبادی ہیں انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنا ہے۔ لیکن اس قدر احتیاط برتنی ہے کہ یہ تعلیم ان کے لیے ہر اعتبار سے مفید ہو مضر نہ ہو اور وہ دین کا علم حاصل کرنے کے بعد ایسی خاتون بنیں جو پورے معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ ہو نہ کہ اس کے عمل اور کردار سے فساد پھیلے۔

دور حاضر میں خواتین کی دعوت کے مجوزہ میادین:

اصلاح و تشکیلِ معاشرہ میں اساسی عنصر کی حامل اور تہذیبِ انسانی کی معمار و انسانیت کی تخلیق ساز عورت ہے۔ معاشرہ میں افراد کو اعلیٰ اقدار کا حامل بنانا اور بنیادی اخلاقیات کی تعمیر بھی عورت ہی کر سکتی ہے۔ اس حیثیت سے دین کی ترویج و اقامت میں عورت کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اور عصر حاضر میں سوشل میڈیا ترویج و اقامت کے لئے ایک بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ دینِ اسلام بلا تخصیص مرد و زن سب کو ایمان لانے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ انہیں انفرادی فرائض و ذمہ داریاں عائد کرتا ہے اور اپنے قیام کی جدوجہد کے لئے بھی دونوں کو یکساں پکارتا ہے۔ نیکی اور بدی کمانے میں مرد و خواتین دونوں کا علیحدہ علیحدہ ایک مکمل اخلاقی تشخص ہے۔ مرد جو نیکی کماتا ہے تو اپنے لئے اور جو بدی کماتا ہے وہ بھی اپنے لئے اور عورت جو نیکی کماتی ہے اُسکا اجر اُس کے لئے ہے اور عورت جو بدی کماتی ہے تو اسکا وبال بھی اُسی کے اُوپر ہوگا۔ عورت دینی معاملات میں مرد کے تابع نہیں ہے۔ مرد کا نیک یا بہترین حُسن و کردار کا مالک ہونا عورت کے لئے نجات کا سبب نہیں بنے گا۔ لہٰذا سوشل میڈیا کا استعمال دونوں کے لئے لازمی امر ہے اور دونوں کو اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھنا پڑے گا۔ فرمانِ خداوندی ہے۔

"ومن يعمل من الصالحات من ذكر أو أنثى وهو مؤمن فأولئك يدخلون الجنة ولا يظلمون نقيرا"[38]

"اور جو کوئی نیک اعمال کرے گا (خواہ) مرد ہو یا عورت درآنحالیکہ وہ مومن ہے پس وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان کی تِل برابر (بھی) حق تلفی نہیں کی جائے گی۔"

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:

"فاستجاب لهم ربهم أني لا أضيع عمل عامل منكم من ذكر أو أنثى بعضكم من بعض"[39]

"پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی (اور فرمایا) یقینا میں تم میں سے کسی محنت والے کی مزدوری ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت، تم سب ایک دوسرے میں سے (ہی) ہو۔"

یعنی نیکی، تقوی و پرہیزگاری میں سب انسان بحضورِ خدا مساوی حیثیت کے حامل ہیں، نوع انسانی کے دونوں اصناف میں سے جو بھی صنف اپنے نامہ اعمال کو پاکیزہ کردار سے روشنی دے، سرخروئی و کامیابی اس کے لئے مقدر ہو چکی ہے۔

اجر و جزا میں بھی دونوں برابر کے شریک ہیں، روزِ محشر خالق کائنات کی جانب سے یہ سوال نہیں کیا جائے گا کہ تمہارا تعلق کس طبقہ اور کس صنف انسانی سے ہے بلکہ سوال اور فیصلہ ہوگا تو فقط اعمال صالحہ کی بنیاد پر۔ پس اگر خواتین دعوتِ دین سے پہلو تہی کریں گی تو عند اللہ ان کا مواخذہ ہوگا۔

نتائج البحث:

- خواتین ہمارے معاشرہ کی نصف آبادی ہیں انہیں زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا بے حد ضروری ہے۔ لیکن اس قدر احتیاط برتنی ہے کہ یہ تعلیم ان کے لیے ہر اعتبار سے مفید ہو مضر نہ ہو۔
- وہ دین کا علم حاصل کرنے کے بعد ایسی خاتون بنیں جو پورے معاشرہ کی اصلاح کا ذریعہ ہو اور ایک بہترین داعیہ ہو۔
- جس طرح عورتوں کو اسلام نے باعزت مقام بخشا اسی طرح عورتوں پر علم کے حصول اور دین کی دعوت کو بھی فرض قرار دیا۔
- خواتین بڑی حد تک دعوت سے منسلک ہیں۔
- داعیہ کو خواتین کی دعوت کی شرعی حیثیت، نوعیت دائرہ کار، منہج اور اسلوب سے اچھی طرح آگاہ ہونا ضروری ہے۔
- دعوت مزاحمت کی بجائے حکمت عملی اور احسن انداز سے دینا چاہیے۔
- دعوت اور گھریلو ذمہ داریوں میں باہمی ہم آہنگی بہت ضروری ہے۔
- خاتون کو دعوت کے دائرے میں وسعت دینے سے پہلے گھر کے اندر کے ماحول کو اس کام کے لئے سازگار بنانا بہت ضروری ہے۔

سفارشات:

- "دورِ حاضر میں خواتین کی دعوت کے مجوزہ میادین کا تحقیقی جائزہ" پر اگر کوئی قلم اٹھائے تو ایک بہترین اور قیمتی سرمایہ وصول ہو سکتا ہے۔
- اسی طرح "عصرِ حاضر میں خواتین کی دعوت کی حدود و قیود کا تحقیقی مطالعہ" اس موضوع پر بھی اگر کوئی قلم اٹھائے تو اس تحقیقی کام سے بھی بہت ہی قیمتی سرمایہ سامنے آئے گا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل، ۳: ۳۳
Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah*, (Al Mūṣil: Maktabah al ʹUlūm wal Ḥikam), 3: 33

[2] البدایہ والنہایہ، ۳: ۱۶۰
Al Bidāyah wal Nihāyah, 3 :160

[3] الذہبی، محمد بن احمد، تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، دار الکتاب العربی، ۳: ۴۳
Al Dhahabī, Muḥmmad bin Aḥmad, *Tārīkh al Islām wa Wafayāt al Mashāhīr wal Aʹlām*, (Dār al Kitāb al ʹArabī), 3: 43

[4] الجبرتی، عبد الرحمٰن بن حسن، تاریخ عجائب الآثار فی التراجم والاخبار، دار الجیل، بیروت، ۳: ۴۱۹
Al Jabratī, ʹAbd al Raḥmān bin Ḥasan, *Tārīkh ʹAjāʹb al Āthār fil Tarājim wal Akhbār*, (Beirūt: Dār al Jiyal), 3 :419

[5] الطبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر، مکتبۃ العلوم والحکم، الموصل، ۲۵: ۳۰

Al Ṭabrānī, Sulaymān bin Aḥmad, *Al Mu'jam al Kabīr*, (Al Mūṣil: Maktabah al 'Ulūm wal Ḥikam), 25: 30

[6] البدایہ والنہایہ، ۱: ۱۷۸

Al Bidāyah wal Nihāyah, 1: 178

[7] حسن، جویریہ، دعوت دین میں خواتین کا کردار، تحریر، ماہنامہ دختران اسلام، جولائی ۲۰۱۱ء، ص: ۴۲

Ḥassan Juwayriyah, "Da'wat Dīn main Khawātīn ka Kirdār", *Mahnāmah Dukhtarān i Islām, (July 2011),* p: 42

[8] سید جلال الدین عمری، مسلمان خواتین کی دعوتی ذمہ داریاں، مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی، ص: ۲۲

Sayyad Jalāl al Dīn 'Umarī, *Muslim Khawātīn kī Da'watī Dhimmah Dāriyān*, (Delhi: Markazī Maktabah Islāmī), p: 22

[9] سورہ التوبۃ: ۷۱

Sūrah Al Tawbah, 71

[10] سورہ النحل: ۹۷

Sūrah Al Naḥal, 97

[11] سورہ آل عمران: ۱۰۴

Sūrah Āal 'Imrān, 104

[12] اصفہانی، الحسین بن محمد، مفردات الفاظ القرآن، دار القلم، شامیہ، ۱: ۳۱۵

Al Aṣphānī, Al Ḥussayn bin Muḥmmad, *Mufradāt Alfāẓ al Qur'ān*, (Shāmiyah: Dār al Qalam), 1 :315

[13] بلیاوی، عبد الحفیظ، مصباح اللغات، سعید ایم ایم کمپنی، کراچی، ص: ۲۴

Balyāwī, 'Abdul Ḥafīẓ, *Miṣbaḥ al Lughāt*, (Karachi: Sa'īd M M Company), p: 24

[14] فیروز الدین، فیروز اللغات، فیروز سنز لاہور، ص: ۳۴

Fayroz al Dīn, *Fayroz al Lughāt*, (*Lahore: Fayrūz Sons*), p: 34

[15] الزمخشری، محمد بن عمر، اساس البلاغہ، دار المعرفہ، بیروت، ص: ۱۳۱

Al Zumaḥshari, Muḥmmad bin 'Umar, *Asās al Balāghah*, (Beirūt: Dār al Ma'rifah), p: 131

[16] محفوظ، الشیخ علی، ھدایہ المرشدین، مکتبہ السیفیہ، بیروت، ۱: ۱۰۴

Maḥfūẓ, Al Shaykh 'Alī, *Hidāyah al Murshidīn*, (Beirūt: Maktabah al Sayfiyah), 1: 104

[17] الراوی، شیخ محمد، الدعوۃ الاسلامیہ، الدار القومیہ، ص: ۱۲

Al Rāwī, Shaykh Muḥmmad, *Al Da'wah al Islāmiyah*, (Al Dār al Qawmiyah), p: 12

[18] الغزالی، شیخ محمد، مع اللہ، ص: ۱۷

Al Ghazāli, Shaykh Muḥmmad, *Ma'a Allāh*, p: 17

[19] البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت، حدیث: ۴۱۴۱

AL Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, (Beirūt: Dār Ṭūq al Najāh), Ḥadīth # 4141

[20] صحیح البخاری، حدیث: ۲۸۷۷

Ṣaḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth # 2877

[21] المعجم الکبیر، حدیث: ۲۱۵۴۹

Al Mu'jam al Kabīr, Ḥadīth # 21549

[22] ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، مکتبہ المعارف، بیروت، ۴: ۳۴

Ibn Kathīr, *Al Bidāyah wal Nihāyah*, (Beirūt: Matabah al Ma'ārif), 4: 34

[23] القزوینی، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، دار الفکر، بیروت، حدیث: ۲۲۴

Al Qazwīnī, Muḥmmad bin Yazīd, *Sunan Ibn Mājah*, (Beirūt: Dār al Fikr), Ḥadīth # 224

[24] صحیح البخاری، حدیث: ۹۷

Ṣaḥīḥ al Bukhārī, Ḥadīth # 97

[25] الہیثمی، نور الدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، دار الفکر، بیروت، حدیث: ۱۳۴۹۷

Al Haythamī, Nūr al Dīn 'Alī bin Abī Bakr, *Majma' al Zawā'id wa Mamba' al Fawā'id*, (Beirūt: Dār al Fikr), Ḥadīth No:13497.

[26] الشیبانی، احمد بن حنبل ابو عبداللہ، فضائل الصحابہ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱: ۲۷۹

Al Shybānī, Aḥmad bin Ḥambal, *Faḍā'il al Ṣaḥabah*, (Beirūt: Mo'assasah al Risālah), 1: 279

[27] البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبری، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، حیدر آباد، ۲: ۴۲۷

Al Bayhaqī, Aḥmad bin Al Ḥussayn, *Al Sunan Al Kubrā*, (Ḥaydarabad: Dā'irah al Ma'ārif al Niẓāmiyah), 2: 427

[28] ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۳۳۶

Ibn 'abd al Bar, *Al Istī'āb*, 4 :336

[29] انجم، عزیرہ، خاندان، علمی ایجنڈا اور داخلی مسائل، انسٹی ٹیوٹ اف پالیسی اسٹڈیز، ۲۰۰۷، ص: ۲۱

Anjum, 'Azīrah, Khanadān, *'Ilmī Ijanddah Awar Dākhilī Masā'il*, (Institute of Policy Studies: 2007), p: 21

[30] سورہ التحریم: ۶ — Sūrah Al Taḥrīm, 6

[31] سورہ التحریم: ۱۰ — Sūrah Al Taḥrīm, 10

[32] سورہ التحریم: ۱۱ — Sūrah Al Taḥrīm, 11

[33] ابو داود سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، دار الکتاب العربی، بیروت، حدیث: ۲۹۳۰

Abū Dāwūd, Sulimān bin Al Ash'ath, *Sunan Abī Dāwūd*, (Beirūt: Dār al Kitāb al 'Arabī), Ḥadīth # 2930

[34] عمری، جلال الدین، مسلمان خواتین کی دعوتی ذمہ داریاں، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ص: ۲۲

'Umarī, Jalāl al Dīn, *Musalmān Khawātīn kī Da'watī Dhimmah Dārīān*, (Delhi: Markazī Maktabah Islāmī), p: 22

[35] Armold, T.W, *The Preaching of Islam: History of the Propagation of the Muslim Faith*, (Archibald Constable & Co.), p: 334

[36] تھانوی، اشرف علی، اصلاح حقوق وفرائض، مکتبہ ریاض الجنہ، لاہور، ص: ۴۰۱-۴۰۴

Al Thānawī, Ashraf 'Alī, *Iṣlāḥ Ḥuqūq wa Farā'iḍ*, (Lahore: Riyāḍ al Jannah), pp: 401-404

[37] ایضاً — Ibid.

[38] سورہ النساء: ۱۲۴ — Sūrah Al Nisā, 124

[39] سورہ آل عمران: ۱۹۵

Sūrah Āal 'Imrān, 195